

امیر المومنین [ع] کا حدیث غدیر سے احتجاج

<"xml encoding="UTF-8?">

اس کے باوجود کہ اکثر مسلمان حدیث غدیر کی صحت اور امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کو قبول کرتے ہیں اور غالباً حدیث غدیر کو قطعی اور متواتر سمجھتے ہیں پھر بھی ایک گروہ یہ سوال کرتا ہوا نظر آتا ہے کہ اگر واقعہ غدیر رونما ہوا اور اتنے کثیر تعداد میں لوگ اس کے شاہد تھے تو پھر کیوں امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنی حقانیت کے اثبات کے لیے اس کے ذریعے احتجاج نہیں کیا؟ اور اس کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا؟

اس گروہ کے وہم و گمان میں یہ بات ہے کہ یا تو واقعہ غدیر کا تاریخ اسلام میں کوئی وجود ہی نہیں تھا اور یہ شیعوں کا منگھڑت واقعہ ہے یا اگر اس کا وجود تھا تو مسئلہ امامت سے اس کا کوئی رابطہ نہیں تھا۔ جواب: اس اشکال کے جواب میں یہ کہیں گے کہ اگر حدیث غدیر کو یقینی اور متواتر نہ سمجھیں تو یہ قبول کرنا پڑے گا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی احادیث میں سے کوئی حدیث بھی قطعی الصدور اور متواتر نہیں ہے۔ رہی بات یہ کہ امیر المومنین [ع] نے اپنی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے اس حدیث سے احتجاج نہیں کیا اسے اپنی امامت کے اثبات پر دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا یہ تاریخ سے ناآشنائی اور واقفیت نہ رکھنے کی علامت ہے۔

معتبر اور متفق علیہ کتابوں کی چھان بین سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت علی [ع] نے ۲۲ موارد سے زیادہ اپنے حق کے اثبات کے لیے حدیث غدیر کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان میں سے چند ایک موارد کو اس مختصر سے مقالہ میں بیان کرتے ہیں اور باقی موارد کے صرف منابع کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ وہ موارد جہاں حضرت علی علیہ السلام نے حدیث غدیر سے احتجاج کیا:

۱: مسجد النبی [ص] میں تاریخی منابع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا وہ مقام جہاں حضرت علی علیہ السلام نے حدیث غدیر کو اپنے حق کی حقانیت پر دلیل کے طور پر پیش کیا مسجد البنی ہے۔ رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی رحلت کے بعد جب آپ خلیفہ اول کی بیعت کے لیے مسجد النبی میں لے کر آئے تو آپ نے خلافت مسلمین کو اپنا حق قرار دیتے ہوئے بیعت کرنے سے منع کر دیا۔ اور اس حدیث سے استدلال کیا۔ بشیر بن سعد انصاری کھڑے ہوئے اور کہا : اے ابو الحسن! اگر انصار ابوبکر کی بیعت سے پہلے آپ کی اس گفتگو کو سنتے تو قطعاً ابوبکر کی بیعت نہ کرتے اور حتی دو آدمی بھی آپ کی بیعت کرنے میں اختلاف نہ کرتے۔ امیر المومنین [ع] نے جواب دیا:

«یا هؤلاء أکنت أدع رسول الله مسجی لا أواریه و أخرج أنزع فی سلطانه؟ و الله ما خفت أحدا یسمو له و ینازعنا أهل البیت فیہ و یتحل ما استحللتموه، و لا علمت أن رسول الله صلی الله علیہ و آلہ ترک یوم غدیر خم لأحد حجة و لا لقائل مقالا. فأنشد الله رجلا سمع النبی صلی الله علیہ و اله یوم غدیر خم یقول: «من كنت مولاه فهذا علی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه و انصر من نصره و اخذل من خذله» أن یشهد الان بما سمع». [1]

"کیا رسول خدا [ص] کے جنازے کو زمین پر رکھ دیتا اور انہیں غسل و کفن کرنے سے پہلے میں خلافت کے چکر میں پڑ جاتا؟ خلافت کا مسئلہ تو اتنا واضح تھا کہ میں یہ گمان بھی نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی دوسرا اس کی

لالچ میں پڑ جائے گا۔ اور اس مسئلہ میں اہلبیت نبوت کے ساتھ معرکہ آرا ہو جائے گا۔ مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے غدیر خم کے دن حجت کو مسلمانوں پر تمام نہیں کیا تھا؟ مگر کسی کے لیے کوئی عذر باقی تھا؟

میں سب کو خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے بھی غدیر کے دن رسول اسلام [ص] کے بیان کو سنا ہے، کھڑا ہو کر گواہی دے جو آپ [ص] نے فرمایا: "جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کے علی مولا ہیں، خدا یا جو علی کو دوست رکھے اسے دوست رکھ جو علی سے دشمنی کرے اس سے دشمنی کر، جو علی کی نصرت کرے تو اس کی نصرت کر اور جو علی سے روگردانی کرے تو اس سے روگردانی کر۔"

زید بن ارقم کا کہنا ہے کہ علی علیہ السلام کے اس بیان کے بعد اصحاب بدر میں سے بارہ لوگ اٹھے اور گواہی دی۔ لیکن میں نے اس کے باوجود کہ اس کلام کو رسول اسلام [ص] کی زبانی سنا تھا گواہی دینے سے انکار کیا اور امیر المومنین کی اسی نفرین کی وجہ سے میری آنکھوں کی روشنی ختم ہو گئی۔

۲: خطبہ وسیلہ میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی رحلت کے ساتویں دن امیر المومنین علی علیہ السلام نے مدینہ میں ایک طویل خطبہ پڑھا جو خطبہ وسیلہ کے نام سے معروف ہے۔ اس خطبہ میں آپ نے واقعہ غدیر اور آیہ اکمال دین کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا اور مخاطبین کے سامنے اپنے خلافت کے حق کو اثبات کیا۔ ثقۃ الاسلام کلینی، نے روضہ کافی میں اس خطبہ وسیلہ کو نقل کیا ہے اس خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے: «... و قوله صلى الله عليه و اله حين تكلمت طائفة فقالت: نحن موالى رسول الله (صلى الله عليه و آلہ و سلم) فخرج رسول الله صلى الله عليه و آلہ إلى حجة الوداع ثم صار إلى غدیر خم، فأمر فأصلح له شبه المنبر ثم علاه و أخذ بعضدى حتى رثى بياض إبطيه رافعا صوته قائلا فى محفله: «من كنت مولا فعلى مولا، اللهم وال من والاه و عاد من عاداه» فكانت على ولايتى ولاية الله و على عداوتى عداوة الله. و أنزل الله عزو جل فى ذلك اليوم: اليوم اكملت لكم دينكم و أتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الاسلام دينا [2] فكانت ولايتى كمال الدين و رضا الرب جل ذكره...» [3]

"پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی عمر مبارک کے آخری ایام میں جب ایک گروہ نے کہا: ہم پیغمبر کے بعد اس امت کے رہبر ہیں تو رسول خدا [ص] حجة الوداع کے لیے مدینہ سے نکل پڑے اور حج کے اعمال و ارکان بجا لانے کے بعد جب غدیر خم کے میدان میں پہنچے تو حکم دیا کہ ایک منبر آپ کے لیے تیار کیا جائے اس کے بعد اس منبر پر تشریف لے گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اس طریقے سے کہ میری بگل کی سفیدی بھی ظاہر ہو گئی اس کے بعد بلند آواز سے فرمایا:

جس جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں خدایا اس کے دوست کو دوست رکھ اور اس کے دشمن کو دشمن۔ پس میری ولایت خدا کی ولایت کا معیار اور میری دشمنی خدا کی دشمنی کا معیار قرار پائی۔ اور خداوند عالم نے اسی دن اس آیت کا نزول فرمایا: آج میں نے دین کو کامل کر دیا اور نعمت کو تمام کر دیا اور اسلام کو تمہارا دین منتخب کر دیا۔

پس میری ولایت دین کے کامل ہونے اور پروردگار کی رضایت کا وسیلہ قرار پائی۔ ---

۳: چہ آدمیوں کی شوریٰ میں خلیفہ دوم نے اپنا جانشین معین کرنے کے لیے چہ آدمیوں کی شوریٰ تشکیل دی جن میں سے ایک امیر المومنین علی علیہ السلام تھے اس شوریٰ میں امیر المومنین نے کئی سارے

استدلال پیش کئے جو تاریخ کی کتابوں میں نقل ہوئے ہیں تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں " حدیث الانشاد " اور " حدیث المناشدہ " مشہور ہیں جو اس واقعہ کے حوالے سے نقل ہوئی ہیں۔ آپ نے اس مقام پر حدیث غدیر سے استدلال پیش کیا۔

ابن مغازلی شافعی [۲۸۳] کتاب المناقب میں حضرت علی علیہ السلام کی گفتگو کو اس انداز میں نقل کرتے ہیں:

«فأنشدكم بالله، هل فيكم أحد قال له رسول الله صلى الله عليه وآله: «من كنت مولاه فعلى مولاه، اللهم وال من والاه و عاد من عاداه، ليبليغ الشاهد منكم الغائب» غیری؟ [4] قالوا: اللهم لا.»

آپ لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں [کہ یہ بتلائے] آپ کی اس مجلس میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کے بارے میں پیغمبر [ص] نے فرمایا ہو: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے " خدا اس کے دوستوں کو دوست رکھ اور اس کے دشمنوں کو دشمن۔ اور حاضرین اس خطاب کو غائبین تک پہنچا دیں؟ شوریٰ کے افراد نے کہا: خدا کی قسم کوئی نہیں ہے۔"

۴: عثمان کے زمانے میں عثمان کی خلافت کے زمانے میں انصار اور مہاجرین کا ایک گروہ مسجد النبی میں جمع ہوا اور قریش اور انصار کے فضائل بیان کرنا شروع کر دیئے اور پیغمبر اسلام [ص] کے اقوال کے ذریعے قریش اور انصار کی فضیلتوں پر دلائل بیان کئے۔ حضرت علی علیہ السلام بھی اس مجلس میں موجود تھے خاموشی سے بیٹھے ان کی باتوں کو سنتے رہے کچھ لوگوں نے اصرار کیا کہ آپ بھی کچھ کہیں آپ نے پیغمبر اسلام [ص] سے منقول اپنے بارے میں حدیثیں بیان کرنا شروع کیں سامعین ایک ایک حدیث پر اقرار کر رہے تھے اور آپ حدیث پر حدیث بیان کر رہے تھے یہاں تک کہ حدیث غدیر کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

«افتقرون أن رسول الله صلى الله عليه وآله دعاني يوم غدیر خم فنادی لی بالولاية ثم قال : ليبليغ الشاهد منكم الغائب؟» قالوا: اللهم نعم. [5]

کیا آپ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ رسول خدا [ص] نے غدیر خم کے دن مجھے اپنے پاس بلایا اور میری ولایت کا اعلان کیا اور فرمایا: حاضرین اس بات کو غائبین تک پہنچا دیں؟ سب نے کہا: بلکل ہم اقرار کرتے ہیں۔

۵: جنگ جمل کے میدان میں جنگ جمل کے شروع ہونے سے پہلے امیر المومنین کے طلحہ و زبیر پر حجت تمام کرنے کے لیے ان سے ملاقات کرنے کا پیغام دیا طلحہ نے قبول کر لیا امیر المومنین علیہ السلام نے اس ملاقات میں اس سے یوں فرمایا:

«نشدتك الله هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول: «من كنت مولاه فعلى مولاه، اللهم وال من والاه و عاد من عاداه؟» قال: نعم. قال - عليه السلام - «فلم تقاتلنی؟» قال: لم اذكر. [6]

تجھے میں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے رسول خدا [ص] سے نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں خدایا اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔؟ طلحہ نے کہا: ہاں میں نے رسول خدا سے سنا ہے۔

آپ نے کہا: پھر کیوں میرے ساتھ جنگ کر رہے ہو؟

طلحہ نے کہا: میں بھول گیا تھا۔

۶: صفین کے موقعہ پر

جنگ صفین میں جب معاویہ کے بھیجے ہوئے نمائندہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تاکہ معاویہ اور آپ کے درمیان صلح کروائیں تو آپ نے ایک خطبہ بیان کیا جس میں فرمایا:

«أُنشِدْ كُمْ اللَّهُ فِي قَوْلِ اللَّهِ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ) [7] وَ قَوْلَهُ: (إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ هُمْ رَاكِعُونَ) [8] ثُمَّ قَالَ: (وَ لَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ لَا رَسُولِهِ وَ لَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً)، [9] فَقَالَ النَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخَاصَ لِبَعْضِ الْمُؤْمِنِينَ أَمَّ عَامَ لَجْمِيعِهِمْ؟ فَأَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ رَسُولَهُ أَنْ يَعْلَمَهُمْ فِيمَنْ نَزَلَتْ الْآيَاتُ وَ أَنْ يَفْسِرَ لَهُمْ مِنَ الْوَلَايَةِ مَا فُسِّرَ لَهُمْ مِنْ صَلَاتِهِمْ وَ صِيَامِهِمْ وَ زَكَاتِهِمْ وَ حَجِّهِمْ. فَنَصَبَنِي بِغَدِيرِ خُمٍ وَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ أَرْسَلَنِي بِرِسَالَةٍ ضَاقَ بِهَا صَدْرِي وَ ظَنَنْتُ أَنْ النَّاسَ مَكْذُوبُونَ، فَأَوْعَدَنِي لِأُبَلِّغَنَهَا أَوْ يَغْذِبَنِي، قُمْ يَا عَلِيُّ» ثُمَّ نَادَى بِالصَّلَاةِ جَمَاعَةً فَصَلَّى بِهِمُ الظَّهْرَ ثُمَّ قَالَ: «إِيهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ مَوْلَايَ وَ أَنَا مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ وَ أُولَى بِهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، أَلَا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ، اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادَ مَنْ عَادَاهُ، وَ انْصَرْ مِنْ نَصْرِهِ وَ اخْذِلْ مَنْ خَذَلَهُ.» فَقَامَ إِلَيْهِ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَائِهِ كَمَاذَا؟ فَقَالَ: «وَلَائِهِ كَوَلَايَتِي، مَنْ كُنْتُ أُولَى بِهِ مِنْ نَفْسِهِ فَعَلَى أُولَى بِهِ مِنْ نَفْسِهِ.» وَ أَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا) [10] «...» [11]

میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ ان آیات کے بارے میں کیا کہتے ہو" اے صاحبان ایمان خدا، پیغمبر اور اولی الامر کی اطاعت کرو" اور "بیشک تمہارا ولی خدا اس کا رسول اور وہ شخص جو نماز قائم کرتا ہے اور حالت رکوع میں زکات دیتا ہے" اور "خدا، پیغمبر اور مومنین کے علاوہ کسی کو اپنا صمیمی دوست نہ بناو" جب لوگوں نے رسول خدا [ص] سے سوال کیا تھا کہ ان آیات میں مومنین سے مراد سب مومنین ہیں یا ان میں سے بعض ہیں؟ خدا نے پیغمبر اسلام کو حکم دیا کہ انہیں بتائیں کہ یہ آیات کس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور ولایت کو ان لیے تفسیر کریں جیسا کہ نماز، روزہ، زکات اور حج کی تفسیر کی۔ پیغمبر اسلام [ص] نے حکم خدا کی تعمیل میں غدير خم میں مجھے خلافت کے منصب پر منصوب کیا۔ اور فرمایا: خداوند عالم نے مجھے ایسی ذمہ داری سونپی ہے کہ جس کی وجہ سے میرا سینہ بھاری ہو گیا ہے میں سوچ رہا تھا کہ اس کی وجہ سے لوگ مجھے جھٹلائیں گے لیکن خداوند عالم نے مجھے ڈرایا ہے کہ اس پیغام کو پہنچا دو ورنہ میرے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اے علی اٹھو"۔ اس کے بعد لوگوں کو نماز جماعت کی دعوت دی اور نماز ظہر کو جماعت کے ساتھ بجا لائے۔ اس کے بعد فرمایا: اے لوگو خدا میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں اور مومنین پر میرا اختیار خود ان سے زیادہ ہے جان لو جس جس کامیں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ خداوند جو علی کو دوست رکھے اسے دوست رکھ جو علی سے بغض رکھے اس سے نفرت کر۔ جو علی کی مدد کرے اس کی مدد کر۔ اور جو علی کی مدد نہ کرے اس کو ذلیل و خوار کر دے۔

یہاں پر سلمان فارسی اٹھے اور کہا: یا رسول اللہ علی کا لوگوں پر اختیار اور ان کی ولایت کیسی ہے؟ آنحضرت نے فرمایا: اس کا اختیار میرے اختیار کی طرح ہے جس شخص پر میں اس کے نفس سے زیادہ اختیار رکھتا ہوں علی بھی اس شخص پر اس کے نفس سے زیادہ اختیار رکھتے ہیں۔ خداوند عالم نے اسی اثنا اس آیت کو نازل کیا: میں نے آج دین کو کامل کیا اور نعمت کو تمہارے اوپر تمام کیا اور راضی ہو گیا ہوں کہ اسلام تمہارا دین ہے۔"

۷: مسجد کوفہ میں امام علی علیہ السلام نے کئی بار لوگوں کو مسجد کوفہ میں جمع کیا اور فرمایا کہ جو شخص بھی غدير خم میں حاضر تھا اس نے حدیث غدير کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی زبان مبارک سے سنا کھڑے ہو کر گواہی دے۔

کئی بار آپ نے لوگوں سے مطالبہ کیا اور اصحاب پیغمبر میں سے کئی آدمیوں نے گواہی دی کہ ہم نے غدیر خم میں رسول اکرم [ص] سے اس بات کو سنا۔

احمد بن حنبل اپنی مسند میں امیر المومنین کے گواہوں میں سے ایک کی داستان یوں نقل کرتے ہیں: علی [رضی اللہ عنہ] نے لوگوں کو رجبہ [کوفہ کا ایک چوراہا] میں جمع کیا اور فرمایا: «أُشَدُّ اللَّهُ كُلَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍ مَا سَمِعَ لِمَا قَامَ.» میں خدا کی قسم دیتا ہوں ہر مسلمان کو جس نے غدیر خم میں پیغمبر اسلام کے خطبہ کو سنا ہے اٹھے اور گواہی دے۔

احمد بن حنبل کہتے ہیں: ابی الطفیل کے بقول تیس لوگ اٹھے لیکن ابو نعیم نقل کرتے ہیں کہ بہت سارے لوگوں نے اٹھ کر گواہی دی کہ پیغمبر اسلام [ص] کو غدیر خم میں مشاہدہ کیا اس حال میں علی [ع] کا ہاتھ پکڑے یہ فرما رہے تھے: آیا آپ یہ جانتے ہیں کہ میں مومنین پر خود ان سے زیادہ حق رکھتا ہوں؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں یا رسول اللہ آپ ہم سے زیادہ ہم پر اختیار رکھتے ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ خدایا اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علی سے دشمنی کرے۔

ابی الطفیل جو اس روایت کے راوی ہیں کہتے ہیں: میں لوگوں کے مجمع سے باہر نکلا اس حال میں کہ اس حدیث کو قبول کرنا میرے لیے مشکل ہو رہا تھا اور میں شک کی حالت میں تھا لہذا زید بن ارقم کے پاس گیا اور جو کچھ میں نے علی [ع] سے اس دن سنا اس کو بتایا۔ زید بن ارقم نے کہا: حق وہی ہے جو تم نے سنا ہے۔ میں نے خود ان تمام حدیثوں کو رسول خدا [ص] سے سنا ہے۔ [12]

۸: کوفہ میں امام علی [ع] کوفہ میں اپنے ایک خطبہ میں واقعہ غدیر اور پیغمبر اسلام [ص] کی احادیث سے استناد کرتے ہوئے اپنے حق کے اثبات کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور لوگوں سے گواہی لے رہے تھے، اسی محفل میں انس بن مالک بھی موجود تھے لیکن انس نے کسی مصلحت کے تحت گواہی دینے سے انکار کر دیا۔ ابن ابی الحدید نہج البلاغہ کی شرح میں یوں نقل کرتے ہیں:

«المشهور أن علياً - عليه السلام - ناشد الناس الله في الرحبة بالكوفة، فقال: أُنشِدُكُمْ الله رجلاً سمع رسول الله صلى الله عليه وآله، يقول لي و هو منصرف من حجة الوداع: من كنت مولاه فعلى مولاه، اللهم وال من والاه و عاد من عاداه، فقام رجال فشهدوا بذلك. فقال - عليه السلام - لانس بن مالك: «لقد حضرتها فما بالك؟» فقال: يا امير المؤمنين كبرت سني و صار ما أنساه اكثر مما اذكر. فقال [علي عليه السلام] له: ان كنت كاذبا فضربك الله بها بيضاء لا توارىها العمامة. فما مات حتى أصابه البرص». (13)

مشہور ہے علی علیہ السلام نے کوفہ کے رجبہ میں لوگوں کو قسم دی اور کہا کہ خدا کی قسم دیتا ہوں جس شخص نے رسول اسلام کے حجة الوداع سے واپسی پر آپ سے سنا کہ میرے بارے میں آپ [ص] نے فرمایا: "من كنت مولاه فعلى مولاه، اللهم وال من والاه و عاد من عاداه" اٹھے اور گواہی دے۔ اس کے بعد علی علیہ السلام نے انس بن مالک سے فرمایا: تم بھی اس دن موجود تھے کیوں گواہی نہیں دیتے۔ انس بن مالک نے کہا: یا امیر المومنین میری عمر زیادہ ہو چکی ہے مجھے بھولنے کی بیماری ہے جو کچھ مجھے یاد ہے اس سے زیادہ میں بھول چکا ہوں۔ امیر المومنین نے فرمایا: اگر تم جھوٹے ہو تو خدا تمہیں ایسی سفیدی کی بیماری میں مبتلا کرے کہ سفید عمامہ بھی اسے نہ چھپا سکے۔ اس کے بعد انس اس سے پہلے کہ دنیا سے جائیں برص کی

۹: جنگ نہروان کے بعد جنگ نہروان کے بعد امیر المومنین علی علیہ السلام نے ایک خط شیعوں کو لکھا اور کوفہ کے بزرگوں میں سے دس لوگوں کو حکم دیا کہ ہر جمعہ لوگوں کے حضور میں اس خط کو قرائت کیا جائے۔ آپ نے اس خط کے ایک حصہ میں اپنی ولایت پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا:

«و انما حجتی اُنّی ولی هذا الأمر من دون قریش، اُن نبی اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ قال: «الولاء لمن أعتق» فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ بعتق الرقاب من النار، و أعتقها من الرق، فكان للنبی صلی اللہ علیہ و آلہ، ولاء هذه الأمة، و کان لی بعده ما کان له، فما جاز لقریش من فضلها علیها بالنبی صلی اللہ علیہ و آلہ، جاز لبنی ہاشم علی قریش، و جاز لی علی بنی ہاشم یقول النبی صلی اللہ علیہ و آلہ یوم غدیر خم «من کنت مولاه فعلى مولاه»، الا أن تدعی قریش فضلها علی العرب بغير النبی صلی اللہ علیہ و آلہ. فإن شاءوا فلیقولوا ذلك...» [13]

اس بات پر دلیل کہ میں صاحب امر ہوں نہ قریش، یہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا: "ولایت اش شخص کے لیے ہے جو آزاد کرے" اور چونکہ پیغمبر اسلام نے لوگوں کو پتوں کی پرستش اور آتش جہنم سے آزاد کیا لہذا امت پر ولایت رکھتے ہیں۔ آنحضرت کے بعد وہی ولایت میری طرف منتقل ہوئی ہے اس لیے کہ ہر فضیلت جو قریش امت پر رکھتے ہیں پیغمبر ہی کی وجہ سے ہے اس بنیاد پر بنی ہاشم تمام قریش پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اور میں اسی فضیلت کو بنی ہاشم پر رکھتا ہوں اس لیے کہ رسول خدا نے غدیر کے دن میرے بارے میں فرمایا ہے: من کنت مولاه فهذا علی مولاه۔ مگر یہ کہ قریش دعویٰ کریں کہ پیغمبر اسلام سے رشتہ داری کے علاوہ کوئی اور فضیلت رکھتے ہیں۔

دوسرے موارد کے منابع - شیخ طوسی، مصباح المجتہد ص ۵۲

- علامہ مجلسی، بحار الانوار ج ۹

- ابن الصباح المالکی، الفصول المهمہ، ۱۵

- ابن الجوزی، تذکرۃ الخواص، ص ۱۰۳

- حموی، فوائد السمطین، ج ۱ ص ۴۲۷

- شیخ مفید، الفصول المختارة، ج ۲، ص ۷۰

- طبرسی، الاحتجاج، ج ۱، ص ۴۲۹

- قندوزی حنفی، ینابیع المودة، ص ۷۸

- علامہ امینی، الغدير، ج ۲، ص ۳۲

- ابن مغالزی شافعی، المناقب، ص ۲۱

.....

[1] احتجاج طبرسی، ج ۱، ص ۱۸۴؛ الامامة و السياسة، ص ۲۹ - ۳۰؛ بحار الانوار، ج ۲۸، ص ۱۸۵.

[2] مائدة ۳.

[3] الروضة من الکافی، ج ۸، ص ۲۷.

[4] مناقب ابن المغالزی، ص ۱۱۴؛ مناقب الخوارزمی، ص ۲۲۲؛ امالی، شیخ طوسی، ص ۳۳۳؛ همان، ص ۵۴۶؛ همان، ص ۵۵۵؛

- الاحتجاج، طبرسی، ج 1، ص 333 و 213؛ كشف اليقين، ص 423؛ نويسنده؟؛ فرائد السمطين، ج 1، ص 315؛ نويسنده؟؛ ارشاد القلوب، ج 2، ص 259.
- [5] كتاب سليم بن قيس، حديث 11، ص 641؛ فوائد السمطين، ج 1، ص 312؛ الغدير، ج 1، ص 163.
- [6] مناقب الخوارزمي، ص 182؛ مستدرک حاكم، ج 3، ص 371؛ مروج الذهب، ج 2، ص 373؛ تذكرة الخواص، ابن الجوزي، ص 73؛ مجمع الزوائد، ج 9، ص 107.
- [7] النساء، 59.
- [8] المائدة، 55.
- [9] التوبة، 16.
- [10] المائدة، 3.
- [11] كتاب سليم بن قيس، ص 758؛ الغدير، ج 1، ص 195؛ احتجاج طبرسی، ج 1، ص 341؛ فرائد السمطين، ج 1، ص 314؛ كمال الدين، ج 1، ص 274؛ بحارالانوار، ج 33، ص 147.
- [12] مسند احمد بن حنبل، ج 4، ص 370؛ اين حديث در صدها كتاب شيعه و سني با عبارات مختلف نقل شده است.
- [13] كشف المحجة، سيد بن طاووس، ص 246. معادن الحكمة في مكاتيب الائمة، فصل 2؛ بحار، ج 30، ص 7.